تقویۃ الایمان کا اولین رد

علامہ فضل حق خیرآبادی

سید احمد کے پروردہ اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان (دراصل تفویۃ الایمان) میں مسئلہ شفاعت پر گفتگو کرتے ہوئے صریح گستاخی کی۔ مجاہد کبیر علامہ فضل حق خیرآبادی نے اس گستاخی کا رد بلیغ کرتے ہوئے درج ذیل اولین تحریر رقم فرمائی۔ اس تحریر کا ترجمہ شرف ملت مولانا عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ نے کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اور اچھی عاقبت متقین کے لیے ہے۔ درود و سلام ہو اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی تمام آل اور صحابہ کرام پر۔

صاحب تقویۃ الایمان نے (اپنی کتاب کی) تیسری فصل میں شرک کا رد کرتے ہوئے وجاہت کا معنی بیان کرنے کے بعد کہا: ”اوس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی فرشتے جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے“۔

یعنی اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ ایک آن میں ایک امر کن سے کروڑوں افراد حضرت محمد ﷺ کے برابر عدم سے وجود میں لے آئے۔ یہ جمہور مسلمانوں کے حنفہ عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ کی مثال ممتنع الوجود ہے (یہ صغریٰ ہے) اور جس چیز کا وجود ممتنع اور محال ہو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے۔ (یہ کبریٰ ہے)

صغریٰ کا بیان یہ ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ کی مثل کوئی شخص ممکن ہو تو وہ لازماً نبی ہوگا کیونکہ غیر نبی، نبی کی مثل نہیں ہو سکتا۔ لیکن آپ کے مماثل نبی ممکن نہیں ہے کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتمیت کا معنی یہی ہے کہ آپ کی مثل کا وجود ممکن نہ ہو۔ اس لیے کہ انسانی کمالات کی انتہا مرتبہ نبوت ہے اور اس مرتبہ کا کمال یہ ہے کہ وہ خواص ثلاثہ کے قوی ترین مراتب پر مشتمل ہو۔ اس سے زیادہ قوی مرتبہ عالم امکان میں متصور نہیں ہے لہٰذا ختم نبوت سے بلند مرتبہ ممکن ہی نہیں ہے۔

وہ مرتبہ کہ وجود امکانی کے مراتب میں اس سے بلند تر کوئی مرتبہ نہیں ہے وجود خاتم الانبیاء کا مرتبہ ہے۔ جب نبوت اس مرتبہ تک پہنچتی ہے تو ختم ہو جاتی ہے۔ ابتدا کے سلسلے میں معلول اول کا مرتبہ اور (انتہاء) رجوع کے سلسلے میں خاتم الانبیاء کا مرتبہ یکساں ہے۔ (ابتداء و انتہاء کی) قوس نزولی اور صعودی اس جگہ اکٹھی ہو جاتی ہیں اور دائرہ وجود اس جگہ مکمل ہو جاتا ہے۔ جس طرح سلسلۂ آغاز میں اول سلسلہ اور واجب الوجود کے درمیان کوئی فرد متصور نہیں ہے اسی طرح سلسلہ انتہا میں آخر سلسلہ اور واجب الوجود کے درمیان کوئی مرتبہ متصور نہیں ہے۔ جس طرح وجود کا آغاز واجب الوجود سے ہے اسی طرح وجود کا انجام بھی وہی ہے مبداء بھی وہی اور معاد بھی وہی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر خاتم الانبیاء ﷺ کا مماثل ممکن ہو تو یقیناً اس کے واقع ہونے سے محال لازم نہیں آئے گا" کیونکہ ممکن کے واقع اور متحقق ہونے سے محال لازم نہیں آیا کرتا" جبکہ اس جگہ خاتم النبیین کے مماثل کے واقع ہونے سے آیہ کریمہ ﴿ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین﴾ کے منطوق کا کذب لازم آتا ہے۔ یہ آیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل کے بالفعل موجود ہونے کے ممتنع ہونے پر صراحۃً دلالت کرتی ہے۔ وجود مثل کو ممکن ماننا اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ کو جائز قرار دینا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ محال ہے کیونکہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ کے بارے میں محال ہے۔ آیات وعید دیگر آیات اور احادیث کے پیش نظر شروط مطلوبہ کے ساتھ مشروط ہیں۔ ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ ان آیات کی طرح نہیں ہے تا کہ اس آیت کو قوت شرطیہ میں قرار دے کر لزوم کذب کے استحالہ کو دفع کیا جا سکے۔

کبریٰ کی دلیل یہ ہے کہ قدرت کا معنی ہے فعل اور ترک کا صحیح ہونا جیسے کہ محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ میں ہے یا قدرت کا معنی وہ صفت ہے جو ارادہ کے مطابق موثر ہو جیسے کہ شرح مواقف اور تجرید کی شرح جدید میں ہے۔ لازمی بات ہے کہ ایسی صفت فاعل کی نسبت سے صحت کا تقاضا کرے گی کیونکہ قادر وہی ہے جس کے لیے کسی کام کا کرنا اور ترک دونوں صحیح ہوں۔ فاعل کی نسبت کی قید اس لیے لگائی ہے کہ فعل فی نفسہ ممکن اور صحیح ہے۔ قدرت نے اسے صحیح اور ممکن نہیں بنایا ورنہ قلب ماہیت (واجب یا محال کا ممکن بنا دینا) لازم آئے گا۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ قدرت نے فعل کو فاعل موجد کی نسبت سے صحیح اور ممکن بنا دیا ہے۔ ماننا پڑے گا کہ قدرت ممکن پر ہی ہوتی ہے اور اس معاملے میں تمام ممکنات برابر ہیں۔ قدرت کی مقتضی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور مقدور ہونے کو صحیح قرار دینے والا امکان ہے۔ ذات باری تعالیٰ کی نسبت تمام ممکنات کی طرف برابر ہے۔

جب بعض پر قدرت ہوئی تو تمام ممکنات پر قدرت ثابت ہوگی کیونکہ امکان تمام ممکنات میں مشترک ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اس چیز پر قادر ہے جو ممکن ہو۔ ممتنع اور واجب اس کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہیں۔ اس سے عجز لازم نہیں آتا جو قدرت کے مقابل ہے۔ کیونکہ ممتنع کے ایجاد پر قدرت کا نہ ہونا عجز نہیں ہے اس لیے کہ ممتنع وجود کے قابل ہی نہیں ہے۔ آیۂ کریمہ ﴿ان اللہ علی کل شی قدیر﴾ اور ﴿واللہ خالق کل شی﴾ کا معنی مفسرین نے بیک زبان یہی بیان کیا ہے کہ ہر شے سے مراد ہر ممکن ہے۔ کیونکہ محال بالاتفاق شے نہیں ہے اور واجب و محال پر قدرت نہیں ہوتی۔ بیضاوی میں ہے کہ قدرت کا معنی شے کو پیدا کر سکنا ہے۔

صاحب کشاف جو اکابر معتزلہ میں سے ہیں آیۂ کریمہ ﴿ان اللہ علیٰ کل شی قدیر﴾ کی تفسیر میں کہتے ہیں:

"قادر کے حق میں شرط یہ ہے کہ فعل محال نہ ہو جب تمام اشیاء پر قادر کا ذکر ہے تو محال خود مستثنیٰ ہے۔ گویا کہا گیا ہے کہ ہر اس چیز پر قادر ہے جو ہو سکتی ہے۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ کہا جاتا ہے فلاں شخص انسانوں کا امیر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ماسوا کا امیر ہے وہ شخص بھی اگرچہ انسانوں میں ہے لیکن اس وقت وہ ان میں داخل نہیں ہے" [۳۲]

اس عبارت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ معتزلہ بھی اس امر کے قائل ہیں کہ واجب تعالیٰ ممتنع پر قادر نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نظیر ممتنعات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین ﷺ کی مثل ایک شخص کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہے۔ چہ جائیکہ ایک آن میں آپ کی مثل ہزاروں افراد پیدا فرمادے۔

اس جگہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر دلیل کے صغریٰ میں امتناع سے مراد امتناع ذاتی ہے تو ہم صغریٰ تسلیم نہیں کرتے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نظیر ممتنع بالذات نہیں ہے بلکہ نظیر اس لیے محال ہے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کی خبر میں کذب ممتنع بالغیر ہے [۳۳] اور ممتنع بالغیر ہونا امکان ذاتی کے منافی نہیں ہے۔ اگر امتناع سے مراد امتناع بالغیر ہے تو صغریٰ سے مسلم ہے۔ لیکن کبریٰ میں کلام ہے کہ اس جگہ ممتنع کس معنی میں ہے؟ اگر اس جگہ بھی ممتنع بالغیر مراد ہو تو حد اوسط ضرور مکرر ہے لیکن کبریٰ ممنوع ہے کیونکہ ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے کہ جس چیز کا وجود ممتنع بالغیر ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے۔ جب کبریٰ میں ممتنع سے مراد ممتنع بالذات ہو تو کبریٰ کی صحت میں شک نہیں ہے لیکن حد اوسط مکرر نہ ہوئی اور (اصغر کا اکبر کے تحت) اندراج لازم نہ آیا۔ اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل کے واقع ہونے سے جو محال لازم آیا ہے وہ امتناع بالغیر کی وجہ سے ہے نہ کہ امکان ذاتی کی بنا پر۔

مخفی نہ رہے کہ یہ جواب ہمارے مقصد کے منافی نہیں ہے کیونکہ ایسا ممکن بالذات جس کا واقع نہ ہونا نص قرآنی سے ثابت ہو اس کے وقوع کے ساتھ تین صفات کا تعلق برابر ہے۔ ❶ قدرت کا تعلق ❷ ارادہ کا تعلق جس کا مطلب ہے دو مقدوروں میں سے ایک کو وقوع کے ساتھ خاص کرنا ❸ خلق کا تعلق جس کا معنی ہے شے کا عدم سے فعلیت اور وجود کی طرف نکالنا۔

خلاصہ یہ کہ جس ممکن کے واقع نہ ہونے کی خبر خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کا واقع ہونا ممتنع بالذات کی طرح قدرت سے خارج ہے اگر فرض کیا جائے کہ امتناع بالغیر بھی قدرت کے متعلق ہونے کے منافی نہیں ہے اور بہت سے افراد مظہر تجلیات افضل المرسلین ﷺ کی ذات اقدس کے مماثل امکان ذاتی اور تصور عقل کے پیش نظر صرف اس اعتبار سے کہ وہ ممکن ذاتی ہیں، قطع نظر امور خارجہ اور موانع سے۔ اللہ ذوالجلال کی قدرت سے موجود ہو سکتے ہیں تو قابل غور بات یہ ہے کہ ایسے ممکن اور متصور محض امور جن کے وقوع کو عقل محض ان کے امکان ذاتی مِنْ حَیْثُ هُوَ کو پیش نظر رکھتے ہوئے جائز قرار دے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار عوام کالانعام کو حیران اور پریشان کرنے کے مترادف اور ان کے عقائد کمزور کر دینے کے برابر ہے۔ تقویۃ الایمان کی عبارت میں جو مطلب بیان کیا گیا ہے اسے عوام ہرگز نہیں سمجھ سکتے، اسے صرف خواص ہی سمجھ سکتے ہیں جو امکان ذاتی، امتناع بالغیر اور مرتبہ ماہیت مِنْ حَیْثُ هِیَ اور من حیث الخلط کے مطلب و مفہوم سے آگاہ ہوں گے وہ ضرور صاحب رسالہ (تقویۃ الایمان) کی مذکورہ عبارت کے مطلب تک رسائی حاصل کر سکیں گے۔

صاحب تقویۃ الایمان نے اس عقیدے کو دین کے بڑے اصول میں سے قرار دیا ہے۔ عوام اس عقیدے کو ذہن نشین اور خالی ذہنوں میں نقش کرنے کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس کی مثل ان تحت افراد انبیاء کے وجود کو دوسرے انسانی وجود کی طرح قابل وقوع ہی جانیں گے، اس کے علاوہ ان کے لیے کسی دوسری ہدایت کی توقع نہیں ہو سکتی۔

اس صورت میں اگر کوئی شخص کسی عام آدمی کو یہ سمجھائے کہ ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾ کے جھوٹے ہونے کے عقیدے کو اس کے سچے ہونے کے عقیدے کے برابر جانو تو کیا حرج اور کیا نقصان ہوگا؟ کیونکہ موضوع و محمول کی خصوصیت سے قطع نظر یہ قضیہ بھی بلاشبہ صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہے۔

مقام حیرت ہے کہ قطع نظر اس بات کہ اس مثال سے حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں بے ادبی، گستاخی اور

نیاں ور ازی لازم آتی ہے اور اس کے سننے سے منکرین نبوت کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ رسالہ عوام کو سمجھانے کے لیے اردو میں لکھا گیا ہے (سوال یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کی قدرت عامہ شاملہ کے سمجھانے کے لیے یہی مثال رہ گئی تھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل کروڑوں افراد کا وجود ممکن ہے۔ اس کے علاوہ کوئی مثال نہیں تھی؟

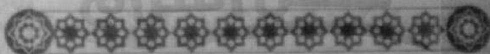
اے اللہ! ہمیں حق کو حق ماننے اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل ماننے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

﴿مصادر و حوالہ جات﴾

۱ علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حکماء اسلام کہتے ہیں کہ نبی میں تین شرطوں (خواص) کا پایا جانا ضروری ہے۔ ❶ غیبی باتوں پر مطلع ہونا۔ یہ اس لیے کہ ان کی روح کا مقرب فرشتوں کے ساتھ اتصال ہوتا ہے۔ ❷ عناصر کا ہیولیٰ ان کی اطاعت کرتا ہے اور وہ اس میں تصرف کرتے ہیں مثلاً ہوا کو پانی بنا دینا۔ ❸ فرشتوں کو محسوس صورت میں دیکھتے ہیں اور ان کا کلام بطور وحی سنتے ہیں۔ (نبراس، ص: ۳۲۹، مختصراً) خواص ثلاثہ سے علامہ کی مراد یہی تین خواص ہیں۔

۲ تفسیر کشاف، جار اللہ زمخشری، جلد: ۱، صفحہ: ۳۲۲

۳ یہ کچھ نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں سبحان السبوح از امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ



انا فتحنا لك فتحا مبينا